PAK-QATAR TAKAFUL
Together for Better

پاک قطر
تکافل
تعاون بہتری کے لئے

Pak-Qatar Takaful proudly presents authentic literature on " اولاد کی تربیت کے رہنما اصول ", which are essential for every individual to follow as to please Allah subhanahu wa ta`ala.

The details have been carefully researched and put together by our Shari'ah department.

رب هب لی من لدنك ذرية طيبة انك سميع الدعاء

رَبِّ هَبْ لِیْ مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ

ترجمہ:

یارب مجھے خاص اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرمادے۔
بے شک تو دُعا کا سننے والا ہے۔(آلِ عمران: 38)

مقدس اوراق کا ادب واحترام ہر شخص پر لازم ہے۔

تربیت اولاد: والدین کی اہم ذمّہ داری

نیک اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اس عظیم نعمت کو حاصل کرنے کے لیے برگزیدہ ہستیوں یعنی انبیاء علیہم السلام نے بارگاہِ الٰہی میں دعائیں مانگی ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا منقول ہے:

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ (الصافات:100)

''میرے پروردگار! مجھے ایک ایسا بیٹا دیدے جو نیک لوگوں میں سے ہو''

نیز سورہ فرقان میں رحمٰن کے بندوں کی خاص صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ذکر کی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی اولاد کی دعا مانگتے ہیں جو ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہو (سورہ فرقان:74)۔ نیک اولاد کا فائدہ صرف دنیا میں ہی نہیں، بلکہ دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''**انسان کی موت کے بعد تین چیزوں کے سوا اس کے اجر کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے: ۱- صدقہ جاریہ، ۲- وہ علم جس سے نفع اٹھایا جائے اور ۳- نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔**'' (مسلم) گویا اولاد کا نیک ہونا، دینی اور دنیاوی اعتبار سے آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہونا، والدین کی وفات کے بعد ان کے لیے صدقہ جاریہ بننا، اور معاشرے کے لیے اچھا انسان بننا، یہ سب اللہ جل جلالہ کی طرف سے اتنی بڑی نعمتیں ہیں جن کا حصول مستقل جدوجہد اور بہترین تربیت کے بغیر ممکن نہیں۔

بچوں کی تربیت میں صرف ان کی جسمانی ضرورت اور خواہش کا خیال رکھنا کافی نہیں، بلکہ ان کی دینی، اخلاقی، معاشرتی اور نفسیاتی ہر طرح کی تربیت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ بلاشبہ بچوں کی تربیت میں ماں باپ کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے، مگر ان کی تربیت میں والدین کے ساتھ ساتھ قریبی رشتہ دار، دوست، اردگرد کی سوسائٹی، تعلیمی درسگاہ کا نصاب اور ماحول، اساتذہ کی تربیت، میڈیا، اور مختلف کھیلوں کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ تربیت کا بنیادی مقصد اپنے بچوں کو دنیا و آخرت کی زندگی میں کامیاب بنانا ہے، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''**اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے**'' (التحریم:6)۔ حدیث مبارک کا مفہوم ہے: ''خبردار تم میں سے ہر شخص اپنی رعیت (اپنے ماتحتوں) کا نگہبان ہے اور (قیامت کے دن) تم میں سے ہر شخص کو اپنے ماتحتوں کے بارے میں جواب دہ ہونا پڑے گا، لہٰذا امام یعنی سربراہ مملکت لوگوں کا نگہبان ہے اس سے اپنے ماتحتوں کے بارے میں سوال ہوگا، اور مرد اپنے اہل و عیال کا نگہبان ہے اس سے اپنے گھر والوں کے بارے میں سوال ہوگا، عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بچوں کی نگہبان ہے، اس سے ان کے حقوق کے بارے میں سوال ہوگا۔۔۔۔ لہٰذا آگاہ رہو! تم میں سے ہر ایک شخص نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک شخص سے اپنی رعیت (ماتحتوں) کے بارے میں سوال ہوگا۔'' (بخاری)

رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ

رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ

ترجمہ:

تاکہ یہ نماز قائم کریں، لہذا لوگوں کے دلوں میں ان کے لیے کشش پیدا کردیجیے
اور ان کو پھلوں کا رزق عطا فرمائیے۔ (ابراهیم 37)

مقدس اوراق کا ادب واحترام ہر شخص پر لازم ہے۔

نیک والدین اور اولاد کی تربیت پر اس کا اثر

دینِ اسلام نے ہمیں ہماری زندگی کے ہر ہر گوشہ کے حوالے سے رہنمائی عطا فرمائی ہے، نکاح کے حوالے سے جو تعلیمات اور اصول وآداب مقرر فرمائے ہیں اگر ان کو اختیار کرلیا جائے تو نہ صرف شادی کامیاب ہوگی، بلکہ اولاد نیک صالح، بہترین اخلاق و کردار کی حامل، پختہ عقل اور صاف ستھری زندگی کی مالک بن سکتی ہے۔لہذا یوں کہا جاسکتا ہے کہ اولاد کی تربیت کا سب سے پہلا مرحلہ والدین کا دین دار اور نیک ہونا ہے، ہمارے ہاں دینداری کا تصور صرف نماز روزے کی حد تک ہے، حالانکہ زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کے بتائے ہوئے احکام وآداب کے مطابق زندگی گزارنا حقیقی دینداری ہے۔لہذا نیک اولاد کے حصول کے لئے مرد کو انہیں صفات کی حامل دین دار بیوی کا انتخاب کرنا چاہئے ،کیونکہ دین دار عورت اپنے شوہر، گھر اور دیگر رشتہ داروں کے حقوق اور ان سے پیش آنے کے آداب کو خوب جانتی ہوگی ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تنکح المراۃ لِاربع لِمالِها ولِحسبِها و جمالِها ولِدِينِها فاظفر بِذاتِ الدِينِ ـالحديث(بخاری)

''شادی کے لئے عورت کی چار باتیں دیکھی جاتی ہیں،۱۔مال،۲ ۔نسب،۳ ۔خوبصورتی،۴۔دین، تمہیں دیندار کو حاصل کرنا چاہئے''

دوسری جانب نبی کریم ﷺ نے عورت کے سربراہ / ذمہ دار کی اس جانب رہنمائی فرمائی کہ وہ ایسے لڑکے کو تلاش کریں جو دیندار اور با اخلاق ہو، تاکہ خاندان کی دیکھ بھال، بیوی کے حقوق اور بچوں کی تربیت کی ذمہ داری کو ادا کر سکے،شوہر کے انتخاب کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''جب تمہیں ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کا دین واخلاق تمہیں پسند ہو تو اس سے نکاح کروا گر ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بہت فساد ہوگا۔''** (ترمذی) یہ انتخاب جس کی جانب نبی کریم ﷺ نے رہنمائی فرمائی ہے یہ موجودہ دور میں ایک عظیم الشان حقیقت اور تربیت کے سلسلے میں ایک اہم نظریہ کا درجہ رکھتا ہے، کیونکہ بچہ اپنے ماں باپ کے اخلاقی ،جسمانی ،اور عقلی صفات کا پیدائشی طور پر حامل ہوتا ہے،لہذا اگر لڑکے یا لڑکی کا انتخاب خاندانی شرافت اور تقویٰ وطہارت کی بنیاد پر ہوگا تو پھر اولاد بھی پاکدامن،شریف اور اچھے اوصاف کی مالک ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ بچوں کی تربیت کی ابتداء ایک ایسی مثالی شادی سے ہونی چاہیے جس کا مدار ان اہم باتوں پر ہو جو تربیت پر اثر انداز ہوں اور معاشرہ کی تیاری اور اصلاح میں نمایاں کارنامہ انجام دے سکے۔لیکن خدانخواستہ اگر ان باتوں کا خیال نہ رکھا گیا تو بچے ایک آزاد خیال اور دین بیزار ماحول میں نشونما پائیں گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ ان میں بھی آزاد خیالی اور دین سے انحراف پیدا ہوگا۔والدین کے اسی اثر کا ذکر نبی کریم ﷺ نے یوں فرمایا: **ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔** (بخاری)

لہذا دین واخلاق کو معیار بنانا مومن مرد وعورت کے لیے سکون، اطمینان اور بچوں کی اسلامی تربیت اور خاندان کی عزت وشرافت کی بقاء کا ذریعہ ہے۔

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ

ترجمہ:

یارب مجھے بھی نماز قائم کرنے والا بنا دیجیے اور میری اولاد میں سے بھی

ایسے لوگ پیدا فرما دیجیے جو نماز قائم کریں۔ اے ہمارے پروردگار!

ہماری دُعا کو قبول فرما لیجیے۔ (ابراھیم 40)

مقدس اوراق کا ادب واحترام ہر شخص پر لازم ہے۔

نومولود کے استقبال کا اسلامی طریقہ

دینی اعتبار سے بچے کی پیدائش کے بعد درج ذیل اعمال بہت اہمیت کے حامل ہیں جو اولاد میں خیر و برکت کا باعث اور اسلامی معاشرے کی علامت سمجھے جاتے ہیں: **اللہ کی حفاظت میں دینا:** نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے چھوتا ہے، جس سے وہ چلاتا ہے، سوائے مریم اور ان کے بیٹے (حضرت عیسٰی علیہ السلام) کے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو (اِنّی اُعِیذُھَا بِكَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ) ’’میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے حفاظت کے لیے آپ کی پناہ میں دیتی ہوں‘‘۔ (بخاری) حضرت مریم علیہ السلام کی والدہ کی اس دعا کی بدولت اللہ تعالی نے ان کو اور ان کے بیٹے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو شیطان سے محفوظ رکھا۔ لہذا جب بیٹی ہو تو انہی الفاظ کے ساتھ اور بیٹا ہو تو ’’ اِنِّی اُعِیْذُهٗ بِكَ وَذُرِّیَّتَهٗ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ‘‘ کے ساتھ دعا مانگنی چاہیے۔ **برکت کی دعا کرنا اور گھٹی دینا:** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس نومولود بچے لائے جاتے تو آپ ﷺ ان کے لیے برکت کی دعا کرتے اور انہیں گھٹی دیتے تھے۔ (مسلم) **کان میں اذان دینا:** ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے کان میں نماز جیسی اذان کہتے ہوئے سنا (ابوداود) لہذا بچے کی پیدائش پر اسے غسل دینے کے بعد اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا مسنون عمل ہے۔ **عقیقہ کرنا:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’**بچے کی طرف سے عقیقہ ہونا چاہیے، لہذا جانور ذبح کرو اور بچے سے میل کچیل کو دور کرو۔**‘‘ (نسائی) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو دو مینڈھے عقیقے میں ذبح فرمائے۔ (نسائی) عقیقہ اگر ساتویں دن ممکن نہ ہو تو چودہویں دن اور تب بھی ممکن نہ ہو تو 21 ویں دن کیا جا سکتا ہے۔ **سر منڈوانا اور سر کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنا:** حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے حسن کی طرف سے ایک بکری عقیقہ کی اور فرمایا: اے فاطمہ ! اس کا سر منڈواؤ اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو، پھر انھوں نے بالوں کا وزن کیا تو اس کا وزن درہم یا درہم کا کچھ حصہ ہوا۔ (الترمذی) **اچھا نام رکھنا:** نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **انبیاء کے ناموں پر نام رکھو اور سب سے افضل نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں، اور سب سے سچے نام حارث اور ہمام ہیں اور سب سے برے نام حرب اور مرہ ہیں۔ (ابوداود)** اسی طرح ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’**رات میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا میں نے اس کا نام اپنے جد امجد ابراہیم کے نام پر رکھا۔**‘‘ (الترمذی) لہٰذا نام رکھتے وقت والد یا گھر کے بڑے فرد یا مربی کو چاہیے کہ بچے کے لیے ایسا نام منتخب کرے جو معنی کے لحاظ سے اچھا اور پیارا ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’**تم لوگوں کو قیامت کے دن تمہارے اور تمہارے والد کے ناموں سے پکارا جائے گا، اس لیے اچھے نام رکھا کرو۔**‘‘ (ابوداود) **ختنہ کروانا:** شریعت میں ختنہ کروانے کو فطرت اور شعائر اسلام قرار دیا گیا ہے اس لئے اس کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

مقدس اوراق کا ادب واحترام ہر شخص پر لازم ہے۔

ربنا هب لنا من ازواجنا وذریتنا قرة اعین واجعلنا للمتقین اماما

رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡيُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا

ترجمہ:

ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی بیوی بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما
اور ہمیں پرہیزگاروں کا سربراہ بنادے۔ (الفرقان:74)

مقدس اوراق کا ادب واحترام ہر شخص پر لازم ہے۔

پیدائش سے سات سال تک۔ بچوں پر خصوصی شفقت و محبت کا وقت

سات سال کی عمر تک بچے اپنے اردگرد کے ماحول سے بہت ساری چیزیں سیکھ رہے ہوتے ہیں اور پھر انہی چیزوں کو اپنے عمل میں لاتے ہیں ،کبھی کوئی چیز توڑ دیتے ہیں،کبھی فرش اور دیواروں کو گندا کر دیتے ہیں،کبھی لوگوں پر ہاتھ اٹھا دیتے ہیں اور نفسیاتی طور پر یہ کام بڑوں کی توجہ حاصل کرنے ،ان کے رویے پر احتجاج کرنے یا اپنی کیفیات واحساسات کے معصومانہ اظہار کا ذریعہ ہوتے ہیں ،جنہیں سمجھ کر صحیح رخ دیا جاسکتا ہے،لیکن ہمارے ہاں ماحول یہ ہے کہ بچوں کی ان شرارتوں کو بدتمیزی کا لیبل لگا کر سزائیں دی جاتی یا مختلف چیزوں سے ڈرایا جاتا ہے۔والدین کا یہ عمل بچوں کی طبعیت پر منفی اثر ڈالتا ہے،وہ اپنے احساسات اور دل کی بات کا اظہار صحیح طریقے سے نہیں کر پاتے اور ان میں خوف کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔خصوصا ایسے موقع پر ہمیں بچوں کے ساتھ خصوصی شفقت و محبت اور بھر پور توجہ سے پیش آنا چاہئے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔''(ترمذی)لہذا گھر میں ایسی کیفیت پیدا کرنا کہ والد یا والدہ کو دیکھتے ہی بچے ایک کونے میں دبک کر بیٹھ جائیں کوئی پسندیدہ عمل نہیں ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو چوما،وہاں حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے،انہوں نے کہا: میرے دس بچے ہیں،میں نے ان میں سے کسی کو بھی پیار نہیں کیا۔رسول اللہ ﷺ نے ان کی جانب (تعجب سے) دیکھا اور فرمایا:''**جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔**''(بخاری)

بچوں میں اعتدال رکھیں: دوسرا رویہ جو بعض گھروں میں پایا جاتا ہے،وہ بچے اور بچیوں میں پیار،توجہ میں فرق کرنا ہے،حالانکہ یہ سب زمانہ جاہلیت میں مشرکین مکہ کے کام تھے۔ان کی اس عادت کو اللہ جل جلالہ نے برا فیصلہ قرار دیا ہے،ارشادِ باری تعالی ہے:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُم بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ *يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ(النحل:58،59)

''اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی (پیدائش) کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ دل ہی دل میں کڑھتا رہتا ہے۔اس خوشخبری کو برا سمجھ کر لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے کہ) ذلت برداشت کر کے اسے اپنے پاس رہنے دے یا اسے زمین میں گاڑھ دے، دیکھو انہوں نے کتنی بری بات طے کر رکھی ہے۔''

اسلام مساوات اور عدل کی ترغیب دیتا ہے،بچوں پر رحم و شفقت کے سلسلے میں اسلام نے مرد وعورت اور مذکر و مونث میں کوئی تفریق نہیں کی ، بلکہ نبی کریم ﷺ نے بچیوں کی بہترین پرورش پر سب سے بہترین انعام بھی بیان فرمایا، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:'' **جو شخص دو بچیوں کی بالغ ہونے تک کفالت کرے گا تو وہ قیامت میں اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ اس طرح ہوں گے،آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر اشارہ کر کے بتلایا۔** (مسلم)اس لیے تربیت کرنے والے افراد کو چاہیے کہ بچوں کے ساتھ بچیوں کا بھی خیال رکھیں تا کہ جنت میں نبی کریم ﷺ کا ساتھ نصیب ہو۔

رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی
انعمت علی و علی والدی و ان اعمل
صالحا ترضاہ و اصلح لی فی ذریتی

رَبِّ اَوْزِعْنِیٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ

ترجمہ:

یارب مجھے توفیق دیجیے کہ میں آپ کی اس نعمت کا شکر ادا کروں جو آپ نے
مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی اور ایسے نیک عمل کروں جس سے آپ راضی ہو جائیں
اور میرے لیے میری اولاد کو بھی صلاحیت دے دیجیے۔ (الاحقاف:15)

مقدس اوراق کا ادب واحترام ہر شخص پر لازم ہے۔

سات سال سے بلوغت تک۔
اچھی عادات واخلاق کی پختگی کا زمانہ

سات سال کی عمر تک بچے کچھ پڑھنا لکھنا سیکھتے ہیں، چیزوں کو یادرکھنے اور عمل کرنے کی صلاحیت پیدا ہو چکی ہوتی ہے لہذا سات سال کے بعد کھیل کھیل میں مختلف طریقوں سے اچھائی پر عمل کرنے اور برائی کو چھوڑنے کی عادت ڈلوانے کی کوشش کرنی چاہئے، اس لئے نبی کریم ﷺ نے اس عمر کے بارے میں فرمایا:

اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم کرو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر ان کی سرزنش کرو، اور اس عمر میں ان کے بستر الگ کردو (ابوداود)

یہاں یہ بات یادرکھنی چاہیے کہ حدیث شریف میں نماز نہ پڑھنے پر سزا دینے کی کھلی چھوٹ نہیں دی گئی، بلکہ یہ سزا مختلف بچوں کے اعتبار سے مختلف ہوسکتی ہے، بعض بچے ترغیب سے سمجھ جاتے ہیں، بعض صرف آنکھیں دکھانے سے سمجھ جاتے ہیں، بعض بچوں کے ساتھ کچھ دیر ناراض رہ کر بات نہ کی جائے تو سمجھ جاتے ہیں، البتہ اگر کسی بچے کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس کو نماز چھوڑنے کی عادت ہو چکی ہے اور کسی طرح سمجھ نہیں رہا تو بچے کی عزتِ نفس کا خیال رکھتے ہوئے، ہلکے ہاتھ کے ساتھ صرف کمر یا کندھے پر مارنے کی گنجائش ہے، چہرے پر مارنا یا اس طرح مارنا جس سے جسم پر نشان آجائے یا کسی لاٹھی یا اسی جیسی کسی چیز سے مارنا یا گھر والوں کے علاوہ کسی اور کے سامنے بچے کی پٹائی کرنا درست نہیں۔

اس عمر میں اپنی اولاد میں بطور ادب تین خصلتیں پیدا کریں: ا۔ نبی کریم ﷺ کی محبت، ۲۔ اہل بیت اور اصحاب رضی اللہ عنہم کی محبت، اور ۳۔ قرآن کریم کی تلاوت۔ بچوں کو کھانے پینے کے آداب سکھائیں۔ فطری طور پر جوں جوں بچے بڑے ہوتے جاتے ہیں اپنے ہم عمر بچے اور بچیوں سے دوستیاں لگاتے ہیں، لہذا والدین کی ذمہ داری ہے جہاں وہ اپنے بچوں کو گھر میں اچھا ماحول دیں وہیں ان کی دوستیوں پر بھی نگاہ رکھیں، دوست مومن، نیک اور اچھے دل اور کردار کے مالک ہوں۔ ایک حدیث میں فرمایا کہ: انسان دوستوں کے دین کو اپنالیتا ہے، لہذا تمہیں دیکھنا چاہئے کہ تم کس کو دوست بناتے ہو۔'' (ترمذی) اور بری دوستی کا نتیجہ دنیا وآخرت کی بربادی کی صورت میں نکلتا ہے، قرآن کریم میں برے ساتھی کو منتخب کرنے پر افسوس کا اظہار اس طرح کیا گیا: ''**ہائے میری بربادی! کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا، میرے پاس نصیحت آچکی تھی، مگر اس نے مجھے اس سے بھٹکا دیا۔**'' (الفرقان: 28)

عمر کے اس مرحلہ میں بچوں کو ایمانیات اور اخلاقیات سکھانا انتہائی ضروری ہے، یعنی اللہ تعالی پر ایمان کہ وہ اس کائنات کے خالق و مالک ہیں، قادرِ مطلق ہیں، ہر چیز کا علم رکھتے ہیں اور ان کا کوئی بھی حکم اور فیصلہ حکمت سے خالی نہیں ہوتا، اپنے بندوں سے بے پناہ پیار کرتے ہیں۔ فرشتوں، کتابوں، نبیوں، آخرت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان کو ناصرف سمجھائیں، بلکہ قدرت کے مظاہر میں انہیں دکھانے کی کوشش کریں۔ اسی طرح اچھے اخلاق سخاوت، ہمت، صبر، مثبت سوچ پیدا کرنے اور بری عادتوں مثلاً جھوٹ، دھوکہ سے بچنے کی ترغیب دینی چاہئے۔ اگر اچھے اخلاق کی عادت پڑ گئی تو بچے معاشرے کا ایک کارآمد فرد ثابت ہوں گے۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار

رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ترجمہ:

اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائیاں عطا فرما
اور آخرت میں بھی، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ (البقرة: 201)

مقدس اوراق کا ادب واحترام ہر شخص پر لازم ہے۔

اولاد کی تربیت کے رہنما اصول

رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی نصائح

والدین اپنی اولاد کے اچھے کھانے پینے، پوشاک، تعلیم سمیت ہر آسائش کا خیال رکھتے ہیں، لیکن دورِ حاضر کے والدین سے سب سے بڑا شکوہ اولاد کو وقت نہ دینے کا ہے۔ اولاد کے ساتھ کچھ دیر بیٹھ کر وقت گزارنا اور ان سے دن بھر کی روداد سننا، ان کو نصیحت کرنا ان کی تربیت پر بہت گہرا اور اچھا اثر چھوڑتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو آپ ﷺ کے چچازاد بھائی اور ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہیں جو بچپن سے ہی نبی کریم ﷺ کی زیرِ تربیت رہے، ان کی عمر تقریباً آٹھ یا نو سال کی ہوگی جب ان کو نبی کریم ﷺ نے کچھ نصیحتیں فرمائیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

''ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لڑکے! میں تجھے چند اہم امور کی تعلیم دیتا ہوں، تم اللہ تعالیٰ کے حدود و فرائض کی حفاظت کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ تم اللہ تعالیٰ کی حدود و فرائض کی حفاظت کرو، (تو ہر ضرورت کے وقت) ہمیشہ اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔

جب بھی مانگو صرف اللہ تعالیٰ سے مانگو، اور جب بھی مدد طلب کرو صرف اللہ تعالیٰ سے کرو، اور اچھی طرح جان لو! اگر پوری انسانیت تمہیں کوئی نفع پہنچانا چاہے تو اللہ تعالیٰ کے لکھے ہوئے نفع کے علاوہ کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی۔ اور اگر پوری انسانیت تمہیں نقصان پہنچانے کے درپے ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے لکھے ہوئے نقصان کے علاوہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ (تقدیر لکھنے والی) قلمیں اٹھالی گئی ہیں اور صحیفے (جن پر تقدیر لکھی گئی ہے) خشک ہو چکے ہیں۔'' (مسند احمد، ترمذی)

اس عمر میں بچوں کی عملی تربیت کرتے ہوئے انہیں نماز، مسجد میں جانے کا اہتمام اور دیگر اعمال کی پابندی کرائی جائے اور نیک بچوں سے دوستی پر حوصلہ افزائی کی جائے۔ انہیں معاشرتی اور اخلاقی برائیوں سے آگاہ کریں اور ان سے بچنے کی تلقین بھی کریں، اس حوالے سے حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو کی جانے والی نصائح یاد رکھنے کے قابل ہیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کو فرمائی تھیں، اللہ نے ان نصائح کو ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے:

''اور وہ وقت یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ: میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، یقین جانو شرک بڑا بھاری ظلم ہے--- (لقمان نے یہ بھی کہا) بیٹا! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو، اور وہ کسی چٹان میں ہو، یا آسمانوں میں یا زمین میں، تب بھی اللہ اسے حاضر کر دے گا۔ یقین جانو اللہ بڑا باریک بین، بہت باخبر ہے۔ بیٹا! نماز قائم کرو، اور لوگوں کو نیکی کی تلقین کرو، اور برائی سے روکو، اور تمہیں جو تکلیف پیش آئے، اس پر صبر کرو۔ بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔ اور لوگوں کے سامنے (غرور سے) اپنے گال مت پھلاؤ، اور زمین پر اتراتے ہوئے مت چلو۔ یقین جانو اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔ اور اپنی چال میں اعتدال اختیار کرو اور اپنی آواز آہستہ رکھو بیشک سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے۔'' (لقمان 13-19)

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ

ترجمہ:

یارب مجھے اکیلا نہ چھوڑ دے، اور آپ سب سے
بہتر وارث ہیں۔ (الانبیاء:89)

مقدس اوراق کا ادب واحترام ہر شخص پر لازم ہے۔

بلوغت، جوانی کی عمر۔ حیا و پاکدامنی پر خصوصی توجہ دینے کا مرحلہ

یہ عمر ایک طرح سے خود مختاری کی زندگی کی پہلی دہلیز ہے، عمر کے اس حصہ میں جہاں حکمت عملی سے کام لینے کی ضرورت ہے، وہاں بچوں کی عزتِ نفس، ان کے احساسات اور جذبات کا خیال رکھنا بھی نہایت ضروری ہے۔ بلوغت کی عمر میں بچوں اور بچیوں کی جسمانی ساخت میں تبدیلی رونما ہوتی ہے، لہذا ماں کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیٹی کو ان فطری تبدیلیوں سے اچھے انداز سے آگاہ کرے، اور باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیٹے کو مرد و عورت کے فرق اور جنسی مسائل اور شریعت کی رہنمائی میں ان کے مناسب حل سے آگاہی دے، لہذا اس عمر میں ان چیزوں کو تربیت کا حصہ بنائیں:

اجازت لینے کی عادت ڈالیں: بچوں کو یہ سکھایا جائے کہ وہ بغیر اجازت گھروں میں اور خصوصا فجر سے پہلے ظہر کے وقت اور عشاء کے بعد رہائشی کمروں میں داخل نہ ہوں اور یہ تعلیم خود اللہ جل جلالہ نے دی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے:

''اے ایمان والو! جو غلام لونڈیاں تمہاری ملکیت میں ہیں اور تم میں سے جو بچے ابھی تک بلوغ کو نہیں پہنچے ان کو چاہیے کہ وہ تین اوقات میں (تمہارے پاس آنے کے لیے) تم سے اجازت لیا کریں۔ نمازِ فجر سے پہلے اور جب تم دوپہر کے وقت اپنے (غیر ضروری) کپڑے اتار کر رکھا کرتے ہو، اور نمازِ عشا کے بعد، یہ تین وقت تمہارے پردے کے وقت ہیں'' (النور:58)

حیا کی تعلیم دیں: یہ تعلیم باتوں سے زیادہ اپنے کردار سے دی جاتی ہے، لہذا اب بچے اس عمر کے ہو جائیں تو والدین ان کے سامنے بے حجابی کے لباس میں نہ آئیں اور نہ ہی ان کے سامنے آپس میں عملا بے تکلف ہونے کی کوشش کریں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **''اللہ سے اس طرح حیا کرو جیسے حیا کرنے کا حق ہے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! الحمد للہ، ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں، فرمایا: یہ مطلب نہیں بلکہ جو شخص اللہ سے اس طرح حیا کرتا ہے جیسے حیا کرنے کا حق ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے سر اور اس میں آنے والے خیالات، اپنے پیٹ اور اس میں بھرنے والی چیزوں کا خیال رکھے، موت کو اور بوسیدگی کو یاد رکھے، جو شخص آخرت کا طلب گار ہوتا ہے وہ دنیا کی زیب و زینت چھوڑ دیتا ہے اور جو شخص یہ کام کر لے، درحقیقت اس نے صحیح معنی میں اللہ سے حیا کرنے کا حق ادا کر دیا۔** (ترمذی) لڑکوں کو آپ ﷺ کی سیرت کی تعلیم دیں، نظر کی حفاظت کی تاکید کریں، مرد و عورت کے اختلاط سے روکیں اور خود بھی ایسی مجالس میں جانے سے گریز کریں۔ بچیوں کو بلا ضرورت گھر سے باہر نکلنے اور ظاہری زیب و زینت اور بناؤ سنگھار کر کے باہر نکلنے سے منع کریں، بچوں کو یہ بھی سکھائیں کہ اگر کبھی ضرورت کی وجہ سے کسی غیر محرم سے بات کرنی پڑے تو اس کا کیا طریقہ ہونا چاہیے۔

مناسب وقت پر شادی کا اہتمام: جوانی کی عمر کو پہنچنے پر ان کے جنسی مسائل کا بنیادی حل ان کی مناسب وقت پر جلدی شادی کرانا ہے اور شادی میں معیار دین داری رکھیں۔ جو نوجوان کسی وجہ سے جلد شادی پر قدرت نہیں رکھتے ان سے مسنون روزے جیسے جمعرات اور پیر کا روزہ، ایامِ بیض یعنی قمری مہینہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ اور اسی طرح دیگر نفلی روزوں کا اہتمام کروائیں۔ والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو عفت و پاکدامنی کے فضائل سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ غیر محسوس طریقے سے بدکاری کے گناہ سے بھی روشناس کرائیں۔

رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ

عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ

رَبَّنَا وَاَدۡخِلۡهُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ ۣالَّتِیۡ وَعَدۡتَّهُمۡ وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّیّٰتِهِمۡ ؕ

ترجمہ:

اے پروردگار! انہیں ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں داخل فرما،
جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے، نیز ان کے ماں باپ اور بیوی بچوں میں سے
جو نیک ہوں انہیں بھی۔ (الغافر:8)

مقدس اوراق کا ادب واحترام ہر شخص پر لازم ہے۔

چالیس سال سے بڑھاپے تک ۔ انتظامی صلاحیت کے اظہار اور رجوع الی اللہ کا اہتمام

اولاد کی تربیت کا زمانہ چالیس سال کی عمر سے بہت پہلے ختم ہو جاتا ہے اس عمر میں عقل تقریبا کامل ہو جاتی ہے، اور اخلاقی اعتبار سے پختگی آ جاتی ہے، اولاد عموما برسر روزگار ہوتی ہے، گھر کی ذمہ داری اٹھانے اور معاشی سرگرمیوں میں مصروف عمل ہوتی ہے، لہذا اس عمر میں خصوصی طور پر قرآن کریم کی تعلیمات کو سیکھنے، اس پر توجہ کر کے اسے عملی زندگی کا حصہ بنانا چاہیے اور اپنی اولاد کو اس دعا کی تلقین کرنی چاہیے جو بعض روایات کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعا ہے اور قرآن کریم میں مذکور ہے:

حَتّٰى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ(الاحقاف:15)

”یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری توانائی کو پہنچ گیا، اور چالیس سال کی عمر تک پہنچا تو وہ کہتا ہے کہ یا رب ! مجھے توفیق دیجیے کہ میں آپ کی اس نعمت کا شکر ادا کروں جو آپ نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی، اور ایسے نیک عمل کروں جن سے آپ راضی ہو جائیں، اور میرے لیے میری اولاد کو بھی صلاحیت دے دیجیے، میں آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں شامل ہوں۔“

نیز گھر والوں کی معاشی ضروریات کا خیال، ان کے درمیان الفت و محبت قائم رکھنے کا عملی انتظام کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے لیے یہ دعا بھی کثرت سے مانگنی چاہیے:

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا، وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا، وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ، وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ، وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ سِمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا، وَتُبْ عَلَيْنَا، اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ، وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ لِنِعْمَتِكَ، مُثْنِيْنَ بِهَا، قَابِلِيْهَا وَاَتِمَّهَا عَلَيْنَا (ابوداود)

اے اللہ ! تو ہمارے دلوں میں الفت و محبت پیدا کر دے، اور ہماری حالتوں کو درست فرما دے، اور سلامتی والے راستوں کی جانب ہماری رہنمائی کر دے اور ہمیں تاریکیوں سے نجات دے کر روشنی عطا کر دے، ہماری آنکھوں، دلوں اور بیوی بچوں میں برکت عطا کر دے، اور ہماری توبہ قبول فرما لے، بیشک تو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہے، اور ہمیں اپنی نعمتوں پر شکر گزار و ثنا خواں اور اسے قبول کرنے والا بنا دے، اور اے اللہ ! ان نعمتوں کو ہمارے اوپر کامل کر دے۔

اس عمر میں جبکہ بچے جوان ہو کر خود والدین بن چکے ہوتے ہیں اور اس مرحلے میں ہوتے ہیں کہ وہ اب اپنے بچوں کی تربیت کریں، لہذا اس عمر میں ان کو رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے گھروں میں عمومی طور پر لڑائی، جھگڑوں اور اختلافات کی نوبت پیش آ جاتی ہے۔ ایسے موقع پر والدین کو اپنا مثبت کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

اللهم اكثر ماله وولده وبارك له فيما اعطيته

اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَهُ، وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا اَعْطَيْتَهُ

ترجمہ:

اے اللہ اس کے مال اور اولاد میں اضافہ فرما اور آپ جو اس کو عطا فرمائیں اس میں برکت عطا فرما۔ (بخاری)

مقدس اوراق کا ادب واحترام ہر شخص پر لازم ہے۔

اولاد کی دینی تعلیم و تربیت اور اس کا طریقہ کار

دینی تعلیم کا بنیادی مقصد انسان میں عقل و شعور اور غور و فکر کی صلاحیت پیدا کرنا ہے، تا کہ اس امت کا ہر فرد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ہدایت حاصل کر سکے۔ ارشادِ باری تعالی ہے:

كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ(ص:29)

''(اے پیغمبر) یہ ایک بابرکت کتاب ہے جو ہم نے تم پر اس لیے اتاری ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں، اور تا کہ عقل رکھنے والے نصیحت حاصل کریں۔''

اس ہدایت اور نصیحت کے نتیجے میں انسان دنیا میں بھی سرخرو ہوتا ہے اور آخرت میں بھی کامیابیوں سے ہمکنار ہو کر اللہ کی رضا اور جنت جیسا عظیم ٹھکانا نصیب ہوتا ہے۔ لہذا جب بچہ بولنا سیکھنے لگے تو اسی وقت سے اس کی دینی تعلیم و تربیت کا آغاز کر دینا چاہیے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(بچہ بولنے کے لائق ہو جائے تو) اپنے بچوں کو سب سے پہلی بات لا الہ الا اللہ کی تعلیم دو۔'' (شعب الایمان) کیونکہ جب پیدائش کے وقت کان میں سب سے پہلے اذان اور گویائی کے وقت منہ سے پہلا لفظ اللہ کا نام نکلے گا تو دل کے اندر خود بخود اللہ کی محبت پیدا ہوگی۔ اس کے بعد مرحلہ وار بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کا آغاز کر دینا چاہیے۔ جس کا سب سے پہلا مرحلہ قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: **اپنی اولاد کو تین چیزوں کا ادب سکھاؤ: اپنے نبی کی محبت، اہل بیت کی محبت اور قرآن کی تلاوت کا ادب (جامع الصغیر)**

پھر بچے جب شعور سے کام لینا شروع کریں تو دینی تربیت کا دوسرا مرحلہ یعنی ایمانیات کی تعلیم کا آغاز ہوتا ہے، لہذا انہیں ایمانیات میں سے اللہ کی وحدانیت، فرشتوں اور خاص طور پر چار بڑے فرشتوں کا تعارف اور ان کے کاموں کی نوعیت، الہامی کتابوں کا تعارف، بالخصوص قرآن کریم سے بچوں کو متعارف کرائیں، اعمال کے دنیا و آخرت میں اچھے برے نتائج کے بارے میں بات کرتے ہوئے جنت اور جہنم کا بنیادی تصور ان کے ذہن میں اجاگر کریں اور اس بات کی بھی آگاہی دیں کہ اللہ نے ہمیں اچھائی اور برائی کو اختیار کرنے کی مرضی دی ہے، لیکن نتائج اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں، جس کی وجہ سے تمام اچھائیاں اور برائیاں اللہ کے ارادہ سے وجود میں آتی ہیں، لیکن ان برائیوں اور اچھائیوں کا اختیار ہر فرد کے پاس ہے، وہ اپنی مرضی سے اچھا اور برا بنتا ہے۔

پھر دینی تعلیم کا تیسرا مرحلہ یعنی ظاہری اعمال کی تعلیم کا آغاز کریں۔ جس میں بیت الخلا جانے آنے، استنجا کرنے، وضو، غسل اور پاکی و ناپاکی کے بارے میں آگاہی دیں، اور نماز کا طریقہ سکھائیں، دس سال تک اسے نماز کا عادی بنا دیں، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، بات چیت، سلام وغیرہ کے آداب سکھائیں، پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ روزہ، زکوٰۃ اور حج کے بنیادی مسائل کی تعلیم دیں۔ جب بلوغت کے قریب ہو تو اسے نکاح، شادی اور اس کے آداب سکھائیں۔ اس کے علاوہ بچوں کو مالی معاملات اور ان میں جائز و ناجائز کی تمیز دیں، حرام و حلال کی تعلیم دیں۔ اس کے علاوہ اسلام کے سزا و جزا کے نظام کی تعلیم دیتے ہوئے زنا، چوری، تہمت، شراب نوشی جیسے گناہوں کی سنگینی اور ان کی سزاؤں کے بارے میں آگاہی دیں۔

اعوذ بكلمات الله

التامة من كل شيطان وهامة ومن كل عين لامة

اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ
شَيْطَانٍ وَهَآمَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ

ترجمہ:

میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعے ہر شیطان، موذی جانور
اور نظر بد سے پناہ مانگتا ہوں۔ (بخاری)

مقدس اوراق کا ادب واحترام ہر شخص پر لازم ہے۔

بچوں کے نفسیاتی مسائل۔ اسباب اور علاج

بے جا ڈانٹ ڈپٹ سے پیدا ہونے والے مسائل: والدین میں عموماً یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ اگر بچہ کسی اور کے گھر میں کوئی نقصان کردے یا گندگی کردے تو اسی وقت مار پیٹ یا حد سے زیادہ ڈانٹ ڈپٹ شروع ہو جاتی ہے اس سے بچے میں احساس کمتری، ضد اور غصہ پیدا ہوتا ہے، اس کی بات نہ سنی جائے تو منفی سوچ پروان چڑھتی ہے جو بچے کی ترقی کے لئے بہت نقصان دہ ہے، لہذا ڈانٹ ڈپٹ میں بچہ کی عزت نفس کا خیال رکھیں، کسی اور کے سامنے ہرگز نہ ڈانٹیں، اور درگزر کرنا سیکھیں۔ بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ:

ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک بچے کو گود میں اٹھایا، بچے نے کپڑے پر پیشاب کر دیا، آپ ﷺ نے اس پر پانی بہا کر صاف کر لیا (یعنی کسی قسم کی ناراضی کا اظہار نہیں فرمایا)۔

اولاد میں فرق کرنا: کسی ایک بچہ کو دوسرے پر ترجیح دینا درست نہیں، اس کی وجہ سے دوسرے بچے کے دل میں حسد اور احساس کمتری پیدا ہوتی ہے، لہذا بچوں کو ہدایا دینے اور ان پر توجہ دینے میں برابری کا معاملہ کریں۔ **بچے کے اندر قدرتی طور پر جسمانی عیوب:** گھروں میں ایسے بچوں کے ساتھ خاص شفقت کا برتاؤ کیا جاتا ہے، لیکن باہر کے ماحول اور دوسرے بچوں کو دیکھتے ہوئے دل میں احساسِ کمتری پیدا ہوتی ہے، لہذا بچپن سے ہی ان کو اس کمی کا احساس نہ ہونے دیں، جس کا طریقہ یہ ہے کہ ان بچوں کا کوئی خصوصی وصف تلاش کریں یا پیدا کریں اور ان کو یہ احساس دلائیں کہ اگر آپ میں یہ کمی ہے تو اللہ تعالی نے دوسری خصوصیت سے نوازا ہے جو کسی اور کے پاس نہیں ہے۔ **والد کے سائے سے محرومی:** اس معاملہ میں خصوصاً والدہ اور عموماً گھر کے ہر فرد کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے، نبی کریم ﷺ کی بشارت کو سامنے رکھتے ہوئے یتیم کی کفالت کریں، ان سے حسن سلوک سے پیش آئیں اور ان کو تمام تر ضروری تعلیمی و تربیتی اسباب فراہم کرنے کی کوشش کریں اور والد کی اچھائیاں بتا کر اسے اپنانے کا کہیں۔

ظاہری شرم اور جھجک: بچوں میں ظاہری طور پر شرم اور جھجک ہوتی ہے، وہ ماں سے چمٹ جاتے ہیں، نئے افراد اور ماحول سے ڈرتے ہیں۔ یہ خصلت عمومی طور پر ان بچوں میں پائی جاتی ہے جن کو اکیلا رکھا جاتا ہے، ان کا معاشرہ سے اختلاط نہیں ہوتا۔ لہذا بچوں کو رشتہ داروں سے ملنے جلنے کا عادی بنوائیں، مہمانوں اور دوستوں سے سلام اور گفتگو کروائیں تاکہ ان کی جھجک اور ظاہری شرم ختم ہو کر ان میں خود اعتمادی اور اپنے دل کی بات کہنے کی جرات پیدا ہو۔ **خوف:** خوف ایک طبعی حالت ہے۔ بنیادی طور پر خوف بچوں کو حوادث اور خطرات سے بچاؤ کا باعث ہے، لیکن خوف کی زیادتی نقصان دہ ہے، جس کا علاج ضروری ہے۔

یہ خوف عام پر حساس طبعیت کے بچوں اور بچیوں میں زیادہ ہوتا ہے، اس کے اسباب میں ماں کا بچوں کو تاریکی اور ناآشنا چیزوں سے ڈرانا، ماں کا حساس اور تنگ نظر ہونا، بچوں کو معاشرہ سے الگ تھلگ رکھنا، بچوں کو خیالی، ڈراؤنے قصے سنانا یا بچوں کا ڈراؤنے کارٹون دیکھنا وغیرہ شامل ہیں۔ اس خوف کو حدود میں لانے کے لئے بچوں کا تقویٰ، اللہ پر ایمان اور توکل کو مضبوط بنائیں، بچوں کو ذمہ داریاں سونپیں تاکہ وہ حالات کا سامنا کرنا سیکھیں، سیرت، صحابہ اور تابعین کے بہادری کے واقعات سنائیں۔

بسم الله ارقيك

من كل شئ يؤذيك من شر كل نفس
او عين حاسد الله يشفيك
بسم الله ارقيك

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ
اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ

ترجمہ:

میں اللہ کے نام سے تجھے ہر اس چیز سے دم کرتا ہوں
جو تکلیف دینے والی ہے اور ہر نفس کے شر سے یا ہر حاسد آنکھ سے اللہ آپ کو شفا دے
میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔ (مسلم)

مقدس اوراق کا ادب واحترام ہر شخص پر لازم ہے۔

بچوں کے اخلاقی مسائل۔ اسباب اور علاج

حسد: کسی دوسرے شخص سے نعمت کے زوال کی آرزو کو حسد کہا جاتا ہے، یہ معاشرتی اور نفسیاتی بیماریوں کی جڑ اور سب سے بڑی بیماری ہے۔ اس کی بنیادی وجوہات؛ ا۔ اولاد میں برا موازنہ کرنا جیسے فلاں آپ سے زیادہ ذہین ہے، ۲۔ دوسرے بچہ کا زیادہ خیال رکھنا، ۳۔ پسندیدہ بچے کی غلطیوں سے درگزر اور دوسرے بچے کی سخت نگرانی کرنا، ۴۔ ایسے ماحول میں ہونا جہاں دوسرے بچے خوشحال اور آسودہ ہوں اور یہ محتاجی کا شکار ہو۔ ۵۔ چھوٹے بچے کے آنے کے بعد بڑے بچے کے امتیازات اور خصوصی توجہ کا خاتمہ اسے حسد میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ بچوں میں محبت وشفقت اور ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کریں، والدین بچوں کو برابر توجہ دینے کی کوشش کریں، اولاد کے درمیان عدل اور برابری سے کام لیں، حسد کے اسباب پر قابو پائیں، جیسے چھوٹے بچے کی وجہ سے بڑے بچے کو ڈانٹنے، الفاظ کے چناؤ میں احتیاط کریں، مالدار لوگوں سے میل اور ان کی مالداری کے تذکرے نہ کریں۔

غصہ: غصہ بنیادی طور پر ایک اچھی خصلت ہے اگر اس کا استعمال دین، عزت اور جان و مال کی حفاظت میں ہو، لیکن اگر یہ حد سے بڑھ جائے اور تو ایک نفسیاتی بیماری ہے، قرآن واحادیث میں بے جا غصہ کو پینے والوں کی تحسین کی ہے۔ غصہ کا بہترین علاج یہ ہے کہ بچے کو غصہ کے دواعی اور اسباب سے بچایا جائے تا کہ بچہ غصہ کا عادی نہ بنے۔ غصہ کے چند اسباب یہ ہیں؛ ا۔ بھوک، لہذا والدین کو چاہیئے کہ بچے کے لئے مقرر وقت پر کھانے کا انتظام رکھیں، ۲۔ بیماری، لہذا جلد از جلد علاج اور دوا کرنے کی کوشش کریں، ۳۔ بچے کو بغیر کسی سبب کے ڈانٹنا اور اس کی اہانت کرنا بھی غصہ دلاتا ہے، لہذا اپنے غصہ پر کنٹرول کریں، اور حقارت واہانت پر مبنی الفاظ استعمال نہ کریں ۴۔ والدین کا بچوں کے سامنے غصہ کرنا جس سے بچہ غصہ کرنا سیکھتا ہے، لہذا والدین کو چاہیے کہ حلم و بردباری کے ساتھ اپنے نفس پر قابو پا کر بچوں کو بہترین نمونہ فراہم کریں۔ ۵۔ بچوں کے بے جا نازنخرے اٹھانے اور ہر بات پر آمین کہنے سے گریز کریں۔ ۶۔ بچوں کا ہنسی مذاق نہ اڑائیں اور نہ ہی ان کو برے القابات سے پکاریں۔ اگر غصہ آ جائے تو خود بھی اور بچوں کو بھی یہ نبوی اعمال سکھائیں کہ اپنی کیفیت کو بدل لیں، یعنی اگر کھڑے ہوں تو بیٹھ جائیں اور بیٹھے ہوں تو لیٹ جائیں یا وضو کرلیں یا خاموشی اختیار کریں اور شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگیں۔

جھوٹ: یہ ایک ایسی خطرناک بیماری ہے جو بچے گھر سے ہی سیکھتے ہیں، لہذا بچوں کو چپ کرانے یا کسی کام کی رغبت دلانے یا ان کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے ان سے جھوٹ نہ بولیں، جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ بچے بھی جھوٹ کے عادی ہو جائیں گے، بڑوں کی بات پر اعتماد باقی نہیں رہے گا اور نہ ہی کوئی نصیحت اثر کرے گی۔ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "ایک روز میری والدہ نے مجھے پکارا، اس وقت رسول اکرم ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے، تو میری والدہ نے کہا کہ آؤ میں تمہیں یہ دے دوں، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم نے اس کو کیا دینا چاہا تھا، میری والدہ نے کہا کہ اس کو کھجور دینا چاہتی تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: سن لو اگر تم اسے کچھ بھی نہ دیتی تو تمہارے لیے ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔" (ابوداود)

اللّٰھم انی اعوذ بک من جار السوء ومن زوج تشیبنی قبل المشیب ومن ولد یکون علی ربا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ جَارِ السُّوۡءِ، وَمِنۡ زَوۡجٍ تُشَیِّبُنِیۡ
قَبۡلَ الۡمَشِیۡبِ، وَمِنۡ وَّلَدٍ یَکُوۡنُ عَلَیَّ رَبًّا

ترجمہ:

اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں بُرے پڑوسی سے

اور ایسی بیوی سے جو مجھے بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کردے اور ایسی اولاد سے

جو میری آقا بن بیٹھے۔ (الطبرانی)

اولاد کی تربیت کے سُنہری اصُول

تیماری داری: گھر میں کسی فرد کے بیمار ہونے کی صورت میں بچوں کو سمجھائیے کہ بیمار کے کمرے میں شور مچانے سے گریز کریں، وڈیو گیمز کی آواز ہلکی رکھیں، پانی اور کھانے کے حوالہ سے بار بار پوچھیں، اور چھوٹے بہن بھائیوں کا خیال رکھیں۔ **گفتگو اور تبادلہ خیال:** بچوں کے ساتھ تبادلہ خیال کیجئے، ہر بچہ سے اس کی عمر کی مناسبت سے سوالات پوچھئے، اس کی رائے کو اہمیت دیجئے، اور ان سے نظریں ملا کر گفتگو کیجئے، اس وقت میں اپنے موبائل فون کو دور رکھئے، ان کے ساتھ کھیلیں، انہیں پیار کریں، گلے سے لگائیں اور ان کی تعریف کریں۔

سوشل میڈیا اور اس کا استعمال: الیکٹرونک آلات موبائل فون، ٹیبلٹ، وڈیو گیمز، ٹی وی اور کمپیوٹر کا مثبت استعمال سکھائیے، ان کے استعمال کا خاص وقت مقرر کیجئے، پڑھائی اور کھانے کے اوقات میں ان چیزوں پر مکمل پابندی عائد کیجئے اور استعمال کے دورانیے کو دن میں ایک گھنٹے تک محدود کیجئے، اور سوشل میڈیا وغیرہ کے استعمال کے وقت بچوں کی نگرانی کیجئے تاکہ وہ غلط چیزوں میں مبتلا نہ ہوں، مار دھاڑ والے کارٹون دیکھنے سے بچائیے، اس کی وجہ سے بچے نیند کی خرابی، انجانے خوف کا شکار ہو جاتے ہیں، اور جارحانہ پن اور توڑ پھوڑ کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ **صحت کا خیال رکھیں:** ماں ہر گھر میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، لہذا وہ بچوں کی صحت اور انہیں تندرست رکھنے کے لیے کھانا پکانے میں احتیاط کرے، کم گھی / تیل اور کم مصالحوں کا استعمال کریں، باہر کی چیزیں مثلاً چپس، ٹافیاں، چاکلیٹ وغیرہ کی عادت نہ ڈالیں، اسی طرح اپنی صحت کا بھی خیال رکھے، ماں کے بیمار پڑنے سے جہاں گھر کا نظم ونسق تباہ ہو جاتا ہے وہاں بچوں کی تربیت بھی بری طرح متاثر ہوتی ہے۔

وعدہ خلافی نہ کریں: بہلانے، پھسلانے اور بات منوانے کی خاطر بچوں سے جھوٹے وعدے کرنے سے گریز کیجئے، بچوں سے کیے گئے وعدے پورے کیجئے، وعدہ خلافی بچوں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچاتی ہے۔ **بچوں کے کاموں پر خوب تعریف کریں:** ان کی حوصلہ افزائی کریں اس سے بچوں میں زندگی میں کچھ بڑا کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ **بچوں کے سامنے لڑائی جھگڑے سے گریز کیجئے:** اس سے بچوں کا ماں باپ پر اعتماد مجروح ہوتا ہے، وہ صحیح اور غلط کی الجھن میں پڑ جاتے ہیں، تنہائی اور اندیشوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان کی خود اعتمادی تباہ ہو جاتی ہے۔ **بچوں کو اپنے طرز عمل سے یقین دلائیے کہ آپ ہر مشکل گھڑی میں ان کے ساتھ ہیں:** مشکلات کا حل نکالنے میں بچوں کی مدد کیجئے اور انہیں احساس دلائیے کہ وہ ان کے ساتھ مل کر ہر مشکل کو حل کر سکتے ہیں۔ **منفی جملوں کے استعمال سے گریز کیجئے:** اس کا بچوں پر الٹا اثر پڑتا ہے وہ ضدی اور خود سر ہو جاتے ہیں اور منع کئے گئے کام کو بار بار کرتے ہیں، مثبت جملوں کے استعمال سے بچوں میں تعمیری سوچ اور مثبت رویہ پیدا ہوتا ہے۔ **بچوں کو نظم و ضبط کے ساتھ زندگی گزارنے کا عادی بنائیے:** رات کو جلدی سونا، صبح سویرے اٹھنا، گھر کے تمام افراد کا ایک وقت میں کھانا کھانا، تفریح، کھیل اور پڑھائی کے اوقات مقرر کیجئے۔ **بچوں کی منفرد خصوصیات کی شناخت کیجئے:** ان کی منفرد صلاحیت کو اجاگر کیجئے، اس کے مطابق اسے آگے بڑھنے کا مواقع دیجئے۔ بچوں کے اچھل کود، بھاگ دوڑ اور شور شرابے کو برداشت کیجئے، ان کی ہر حرکت پر چیخنے، چلانے، ڈانٹنے اور ناراضگی کا اظہار کرنے سے گریز کیجئے۔

پیارے نبی ﷺ ان کلمات کے ذریعے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو دم فرمایا کرتے تھے۔ ہم بھی ان کلمات کے ذریعے اپنے بچوں کو اللہ تعالی کی پناہ میں دے دیں:

اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّآمَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَآمَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ (بخاری)